خواتین مسجد میں!

حافظ ابو یحییٰ نور پوری حفظہ اللہ
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

عورتوں کا مسجد میں جانا جائز ہے

حافظ ابو یحییٰ نورپوری

عورت اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے، مسلمان عورت ماں، بہن، بیوی اور بیٹی ہر روپ میں گھرانے کا جزوِ لاینفک ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اس کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی رہی ہے، کیونکہ اس کی تعلیم و تربیت گویا آنے والی نسلوں کی اصلاح کا پیش خیمہ ہے اور اس کی جہالت آنے والی کئی پشتوں کا خانہ خراب کرنے کے مترادف ہے۔ اسی لیے ایک مصری شاعر حافظ ابراہیم نے کیا خوب کہا تھا: الأمّ مدرسة ان أعددتّها أعددتّ شعبا طيّب الأعراقِ .

''ماں ایک درسگاہ ہے اور اس درسگاہ کو اگر آپ نے سنوار دیا تو گویا ایک بااصول اور پاکیزہ نسب والی قوم کی تشکیل کر دی۔''

اسلامی معاشرے میں سب سے بڑا تعلیمی مرکز مسجد ہے، لیکن افسوس کہ بعض لوگ علمِ دین سے دور کر دینے والی شیطانی پالیسی کو بھانپنے کے بجائے اس کے آلۂ کار بن کر عورتوں کو مسجدوں سے روک رہے ہیں، حالانکہ انہی لوگوں کی عورتیں اگر دنیاوی علم حاصل کرنے کے لیے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جائیں تو ان کا جذبۂ غیرت جوش نہیں مارتا، نیز بازاروں اور مارکیٹوں میں غیر محرم دوکانداروں سے شاپنگ کرتی پھریں تو غیرت کا جنازہ نہیں نکلتا، لیکن اگر وہ مسجد میں آئیں تو ان کو فتنے کا خدشہ ہو جاتا ہے۔

آیئے عہدِ نبوی میں مسلمانوں کی عورتوں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات کے عمل اور وحیٔ الٰہی بولنے والی زبان سے فیصلہ کرواتے ہیں:

دلیل نمبر ۱ :

عن أمّ سلمة رضى اللّٰه عنها قالت : كان يسلّم فينصرف النّساء ، فيدخلن بيوتهن من قبل أن ينصرف رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم .

''سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو عورتیں فوراً واپس جا کر (مقتدیوں کی طرف) آپ کے چہرۂ مبارک پھیرنے سے پہلے اپنے گھروں میں داخل ہو جاتیں۔'' (صحیح بخاری : ۸۵۰)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں عورتیں مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جایا کرتی تھیں، ان کے لیے کوئی ممانعت نہ تھی، اب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی اس کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

دلیل نمبر ۲ :

عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت : ان كان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ليصلّي الصّبح ، فينصرف النّساء متلفّعات بمروطهن ، ما يعرفن من الغلس .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ اس بات میں کچھ شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرماتے تو عورتیں فوراً چادروں میں لپٹی ہوئی واپس چلی جاتیں، وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔'' (صحیح بخاری : ٨٦٧، صحیح مسلم : ٦٤٥)

دلیل نمبر ۳ :

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال : قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : خير صفوف الرّجال أوّلها وشرّها آخرها ، وخير صفوف النّساء آخرها وشرّها أوّلها .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مردوں کی صفوں میں سے بہترین صف سب سے پہلی اور سب سے بری (ثواب میں کم) سب سے آخری صف ہے، جبکہ عورتوں کی صفوں میں سب سے بہترین صف آخری اور سب سے بری (ثواب میں کم) پہلی صف ہے۔'' (صحیح مسلم : ٤٤٠)

ان احادیث کے بعد تو کوئی شک نہیں رہا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں عورتیں نماز کے لیے مسجد میں آتی تھیں۔

پھر اس بارے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت بھی موجود ہے:

دلیل نمبر ٤ :

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه أنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم قال : لا تمنعوا اماء اللّٰه مساجد اللّٰه ، ولكن ليخرجن وهنّ تفلات .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اللہ کی بندیوں کو

اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو، ان کو بھی چاہیے کہ وہ خوشبو لگائے بغیر نکلیں۔''

(مسند الامام احمد : ۲ /۵۲۸، سنن ابی داوٗد : ۵٦۵، وسندہٗ حسن)

اس حدیث کو امام ابنِ خزیمہ (۱٦۷۹)، امام ابنِ حبان (۲۲۱۴)، امام ابن الجارود (۳۳۲) اور حافظ نووی (المجموع: ۱۹۹/۴) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

نیز حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: رواہ أبو داؤد باسناد الصّحیحن . ''اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔'' (خلاصة الاحکام : ۲ /۹۷۹، ح : ۲۳۵۳)

اب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان افروز واقعہ بھی پڑھتے جایئے:

دلیل نمبر ۵ :

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما قال : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : ائذنوا للنّساء باللّیل الی المساجد ، فقال لہ ابن لہ ، یقال لہ واقد : اذن یتّخذنہ دغلا ، قال : فضرب فی صدرہ وقال : أحدّثک عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وتقول : لا .

''سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (اگر عورتیں اجازت مانگیں تو) اپنی عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے کی اجازت دو، ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے واقد نامی بیٹے نے کہا، (میں تو اجازت نہیں دوں گا) وہ تو اس کام کو خرابی (کا حیلہ) بنا لیں گی، آپ نے اس کے سینے میں (زوردار تھپیڑا) مارا اور فرمایا، میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ (میں ان کو اجازت) نہیں (دوں گا)۔'' (صحیح مسلم : ۴۴۲)

اس حدیث سے جہاں عورتوں کے مسجد میں جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے، وہاں عورتوں کو مسجدوں سے منع کرنے والوں کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتباعِ سنت، عبرت بھی ہے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت (۱۳۵ /۴۴۳) میں تو ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے دوسرے بیٹے سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کے بیٹے نے حدیث سن کر بھی عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ان کو ضرور روکیں گے تو:

فأقبل علیہ عبداللّٰہ ، فسبّہ سبّا سیّئا، ما سمعتہ سبّہ مثلہ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اتنا سخت برا بھلا کہا کہ میں نے اس جیسی

سختی آپ میں کبھی نہ سنی تھی۔''

یہ تھا صحابہ کرام کا جذبۂ اتباع، اب بھی اگر کوئی یہی بہانہ بنا کر عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکے تو خود ہی سوچے کہ کیا روزِ محشر اس سنت کی مخالفت کر کے وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ کو کیا منہ دکھائے گا؟

دلیل نمبر ٦ :

عن أبی قتادة رضی اللّٰه عنه عن النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال : انّی لأقوم فی الصّلاة ، أرید أن أطوّل فیها ، فأسمع بکاء الصّبی ، فأتجوّز فی صلاتی ، کراهیة أن أشقّ علی أمّه .

''سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو اسے لمبا کرنے کا ارادہ ہوتا ہے، پھر بچے کے رونے کی آواز سن کر اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ کہیں میں اس کی ماں کو مشقت میں نہ ڈال دوں۔'' (صحیح بخاری : ٨٦٨)

عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والے بتائیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں تو عورتیں اتنے اہتمام سے مسجد میں آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بچوں کے رونے کے باوجود، جو کہ ایک قسم کا خلل بھی تھا، مسجد میں آنے سے نہ روکیں تو بعد میں یہ اختیار کس کو حاصل ہو گیا ہے؟

نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے مسجد جانے میں تفصیل کرنا، یعنی جوان عورتوں کو مطلق طور پر اور بوڑھی عورتوں کو دن میں مسجد میں جانے سے منع کرنا بالکل بے بنیاد ہے، کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچوں والی عورتیں جوان ہی ہوتی ہیں، نہ کہ ''عجوز'' یعنی بوڑھی، اسی طرح اس حدیث میں کسی نماز کی تخصیص بھی نہیں ہے، بلکہ اس حدیث میں عموم ہے، ثابت ہوا کہ اس طرح باتیں بنانا قرآن وسنت سے خیر خواہی نہیں۔

دلیل نمبر ٧ :

عن زینب امرأة عبداللّٰه قالت : قال لنا رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم : اذا شهدت احداکنّ المسجد فلا تمسّ طیبا .

''سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جو کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا، جب تم (عورتوں) میں سے کوئی مسجد میں آئے تو خوشبو نہ لگائے۔''

(صحیح مسلم : ٤٤٣)

ثابت ہوا کہ اگر عورت نے خوشبو نہ لگائی ہو تو اسے مسجد میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں۔

دلیل نمبر ۸ :

عن أمّ هشام بنت حارثة رضی اللّٰه عنها قالت : ما أخذت ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ الّا عن لّسان رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ، يقرأها كلّ جمعة على المنبر اذا خطب النّاس .

''سیدہ امِ ہشام بنتِ حارثہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۂ ق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے (سن کر) ہی تو یاد کی تھی، آپ اسے ہر جمعہ کے دن منبر پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔'' (صحیح مسلم : ٥٢ /٨٧٣)

اب ذرا غور فرمائیں تو معلوم ہو کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں دنیا کی سب سے پاکباز عورتیں اور سب سے پاکباز خاوندوں کی بیویاں کتنی پابندی سے نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر ہوا کرتی تھیں، کائنات کے سب سے باغیرت اور عصمتوں کے محافظ تو اپنی بیویوں کو اجازت دیتے رہے، لیکن آج کے نام نہاد دین پرست رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت آ جانے کے بعد بھی عورتوں کو مسجدوں سے روکنے پر کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

دلیل نمبر ۹ :

عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال : كانت امرأة لعمر تشهد صلاة الصّبح والعشاء فی الجماعة فی المسجد ، فقيل لها : لم تخرجين وقد تعلمين أنّ عمر يكره ذلك ويغار ؟ قالت : وما يمنعه أن ينهاني ؟ قال : يمنعه قول رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم : لا تمنعوا اماء اللّٰه مساجد اللّٰه .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ صبح اور عشاء کی نماز مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ ادا کرتی تھیں، ان سے پوچھا گیا، آپ کیوں (مسجد کی طرف) نکلتیں ہیں، حالانکہ آپ جانتی بھی ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کام کو پسند نہیں کرتے اور غیرت کھاتے ہیں؟ وہ کہنے لگیں، ان کو کون سی چیز مانع ہے کہ وہ مجھے منع نہیں کرتے؟ کہا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔'' (صحیح بخاری : ٨٥٨، صحیح مسلم : ٤٤٢ مختصراً)

قارئین کرام! جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی ناپسند کرنے کے باوجود رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بیوی کو مسجد جانے سے نہیں روکتے تھے تو بعد کے مفتیان یہ جرأت کیونکر کرسکتے ہیں؟

دلیل نمبر ۱۰ :

عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنها قالت : سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول : من كان منكنّ تؤمن بالله واليوم الآخر فلا ترفع رأسها حتى يرفع الرّجال رؤوسهم ، كراهية أن يرين من عورات الرّجال .

''سیدہ اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اے عورتو!) تم میں سے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے، وہ مردوں کے (سجدے سے) سر اٹھانے سے پہلے سر نہ اٹھائے، (ان دنوں صحابہ کرام کے پاس کپڑے بہت تھوڑے تھے اور ان کے ازار چھوٹے ہوتے تھے)، آپ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ کہیں (عورتوں کے پہلے سر اٹھانے کی وجہ سے) مردوں کے ستر پر ان کی نظر نہ پڑ جائے۔'' (صحيح بخاری : ۸۱٤، صحيح مسلم : ٤٤١)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

یہ پوری دس صحیح احادیث کا مجموعہ ہماری دلیل ہے، ان سب کا تعلق صحیحین سے ہے، جن کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔

اس بارے میں چند محدثین کی آراء

۱☆ امیر المومنین فی الحدیث، فقیہِ امت، امام محمد بن اسمٰعیل البخاری رحمہ اللہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ) سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی مذکورہ حدیث پر یوں تبویب فرماتے ہیں:

باب خروج النّساء الى المساجد باللّيل والغلس .

''عورتوں کے رات اور اندھیرے میں مسجدوں کی طرف نکلنے کا بیان۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی اور خواہ دن ہو یا رات مطلق طور پر مسجد میں جاسکتی ہے، کیونکہ جب اندھیرے میں جاسکتی ہے تو دن کی روشنی میں جب کہ اندھیرے کی نسبت کہیں زیادہ امن ہوتا ہے، کیوں نہیں جاسکتی؟

۲☆ امام الائمہ امام ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ) ان احادیث پر یوں باب قائم کرتے ہیں:

باب الاذن للنّساء فی اتیان المساجد .

''عورتوں کو مسجدوں میں آنے کی اجازت کا بیان۔'' (صحیح ابن خزیمه ، کتاب الصلوة ، باب : ۱۶۹) **اور**

باب النّهی عن منع النّساء عن الخروج الی المساجد باللّیل .

''رات کے وقت عورتوں کو مسجد جانے سے روکنے کی ممانعت کا بیان۔'' (باب : ۱۷۱)

۳☆ امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی رحمہ اللہ (۱۸۱۔۲۵۵ھ) سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر یوں باب قائم فرماتے ہیں:

باب النّهی عن منع النّساء عن المساجد ، و کیف یخرجن اذا خرجن .

''عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کی ممانعت کا بیان، نیز (اس بات کی وضاحت کہ) وہ جب نکلیں تو کیسے نکلیں۔'' (مسند الدارمی : ۱۳۱٤)

ایک مقام پر تو امام موصوف کی تبویب نہایت قابلِ توجہ ہے:

باب تعجیل العقوبة من بلغه عن النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم حدیث فلم یعظّمه ولم یوقّره .

''جو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچنے کے بعد اس کو تسلیم نہیں کرتا، اسے جلد از جلد سزا دینی چاہیے۔'' (مسند الدارمی : ٤٥٦)

اس باب میں انہوں نے صحابہ کرام کے واقعات سے ثابت کیا ہے کہ جب ان کے حدیث بیان کر دینے کے بعد کسی نے ان کے سامنے اس کی مخالفت کی تو انہوں نے اس سے ترکِ تعلق کر لیا تھا، سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث بھی اسی باب میں ذکر کرتے ہوئے انہوں نے یہ بتایا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بعد عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والا دین کا خیر خواہ نہیں بلکہ الٹا سنتِ نبوی کا مخالف ہے۔

۴☆ امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (م ۳۵۴ھ) کی تبویب ملاحظہ ہو:

ذکر الزّجر عن منع النّساء عن اتیان المساجد للصّلاة .

''نماز کے لیے مسجد میں آنے والی عورتوں سے منع کرنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈانٹ کا بیان۔''

(صحیح ابن حبان : ٥/ ٥٧٨، ح : ٢٢٠٩)

۵☆ حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ (م ۴۵۶ھ) رقمطراز ہیں:

وقـد اتّـفق أهل الأرض أنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم لم يمنع النّساء قطّ الصّلاة معه فـى مسجده الى أن مات عليه السّلام ولا الخلفاء الرّاشدون بعده ، فصحّ أنّه عمل غير منسوخ ، فـاذ لا شكّ فـى هـذا ، فهو عمل برّ ، ولولا ذالك ما أقرّه عليه السّلام ، ولا تركهنّ يتكلّفنه بلا منفعة بل بمضرّة ، وهذا العسر والأذى ، لا النّصيحة .

''اس بات پر تمام لوگوں کو اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تک عورتوں کو مسجد میں آنے سے کبھی نہیں روکا ، نہ ہی خلفائے راشدین نے آپ کے بعد یہ کام کیا ، اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ عمل منسوخ نہیں ہوا ، جب اس کا غیر منسوخ ہونا یقینی ہے تو یہ نیکی کا کام ہوا ، اگر ایسا نہ ہوتا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے برقرار نہ رکھتے اور ان عورتوں کو بے فائدہ بلکہ نقصان دہ تکلیف میں مبتلا نہ چھوڑتے ، ایسا کرنا تنگی و تکلیف تو ہو سکتا ہے ، خیر خواہی نہیں (حالانکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے بڑے خیر خواہ تھے)۔''

(المحلی لابن حزم : ۸۳۱/۳، مسئلہ : ۳۲۱)

مانعین کے دلائل کا جائزہ

جیسا کہ آپ حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ کی زبانی فیصلہ کن بات سن چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے عورتوں کو کبھی بھی مسجدوں میں آنے سے روکا نہیں ، بات واضح ہے کہ یہ عمل منسوخ نہیں ہوا اور جب ایسا ہے کہ تو روکنا جائز کیسے ہوا؟ آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ایک عمل رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے بعد میں ہوتا رہا تو اب اس کی منسوخیت یا منع کے دلائل کتنی قوت کے حامل ہوں گے ۔

آیئے ان دلائل کا جائزہ لیں :

دلیل نمبر ۱ :

عـن عـائشة رضـى اللّٰه عنها قالت : لو أدرك النّبى صلّى اللّٰه عليه وسلّم ما أحدث النّساء لمنعهنّ المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ، انہوں نے فرمایا ، اگر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (عورتوں کی اس خرابی کو دیکھ لیتے) جو انہوں نے اب پیدا کر دی ہے تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے ، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا ۔'' (صحیح بخاری : ۸۳۱، صحیح مسلم : ٤٤٥)

تبصرہ :

۱☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصود عورتوں کو تنبیہ کرنا تھا، ان کو روکنا مقصود نہ تھا، کیونکہ اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کا مسجد میں جانا جائز نہ سمجھتیں تو ضرور ان کو روکتیں، حالانکہ ان سے ایک مرتبہ بھی ایسا کرنا ثابت نہیں، اس کے برعکس آپ خود نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی مسجد میں جاتی رہیں، بلکہ مسجد میں اعتکاف بھی بیٹھتی رہیں۔

لہٰذا آج عورتوں کو اس حدیث کو دلیل بنا کر مسجدوں سے روکنے والے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مخالفت کررہے ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی۔

۲☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خرابیاں دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے، اگر آپ منع فرمادیتے تو ہم بھی عورتوں کو مسجد سے روکتے، جب آپ نے نہیں روکا، حالانکہ حکیم وخبیر اللہ جو آپ کی زبانِ نبوت سے دین نکلوا رہا تھا، وہ تو جانتا تھا کہ بعد میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہوں گی، اب ہم روکنے والے کون ہوتے ہیں، پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا اس بارے میں موقف آپ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ واقعہ سے لگا چکے ہیں۔

۳☆ زنا سے بڑی خرابی (عورت کے حوالے سے) اور کیا ہوسکتی ہے؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں زنا کی وجہ سے رجم کی حد بھی قائم کی گئی، لیکن عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکا گیا تو آج کس ''بڑی خرابی'' کو مدنظر رکھ کر عورتوں کو روکا جاتا ہے؟

۴☆ اس قسم کی خرابی تمام عورتوں میں نہیں پائی جاتی، بلکہ کچھ عورتوں میں ہوتی ہے، لہٰذا ان قلیل عورتوں کی وجہ سے دوسری تمام نیک عورتوں کو نیکی سے کیونکر روکا جائے؟

۵☆ اگر ان خرابیوں کی وجہ سے عورت کا مسجد میں جانا منع ہوسکتا ہے تو بازار میں جانا بالاولیٰ حرام ہونا چاہیے، اسی طرح کسی بھی غرض کے لیے گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہونا چاہیے، لیکن اس کا کوئی بھی قائل نہیں، آج عورتوں کو بازاروں سے تو منع نہیں کیا جاتا، جبکہ مسجد میں جانے پر پابندی ہے، حالانکہ مسجدیں امن کا مرکز ہوتی ہیں، نیز نمازی لوگ اکثر نیک ہوتے ہیں، اب بتائیں کہ بازاری لوگ زیادہ خطرے کا باعث ہیں یا وہ نمازی لوگ جن سے اکثر بازاری عورتیں بھی شرما کر پردہ کرلیتی ہیں۔

۶☆ بوڑھی اور جوان عورتوں کی تفریق، نیز دن اور رات کی تخصیص اس روایت سے قطعاً ثابت نہیں

ہوتی۔

جولوگ کہتے ہیں: ویکرہ لهنّ حضور الجماعات یعنی الشّواب منهنّ لما فیه من خوف الفتنة ولا بأس للعجوز أن تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء .

''جوان عورتوں کے لیے جماعت میں شامل ہونا مکروہ ہے، کیونکہ فتنہ کا ڈر ہے، البتہ بوڑھی عورتوں کے فجر، مغرب اور عشاء میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔'' (الهداية مع الدراية : ١ /١٢٨)

وہ اس روایت کو کس منہ سے پیش کرتے ہیں؟

دلیل نمبر ٢ :

عن أمّ حمید امرأ ة أبی حمید السّاعدی رضی الله عنها انّها جاء ت الی النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم ، فقالت : یا رسول اللّٰه ! انّی أحب الصّلاة معک ، فقال : قد علمت أنّک تحبّین الصّلاة معی ، وصلاتک فی بیتک خیر من صلاتک فی حجرتک وصلاتک فی حجرتک خیر من صلاتک دارک وصلاتک خیر من صلاتک فی مسجد قومک وصلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجدی ، قال : فأمرت ، فبنی لها مسجد فی أقصی شیء من بیتها وأظلمه وکانت تصلّی فیه حتی لقیت اللّٰه عزّوجلّ .

''سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیدہ امِ حمید بیان کرتی ہیں کہ وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں، آپ نے فرمایا، میں جانتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہیں، آپکی کوٹھڑی میں نماز آپکی صحن میں نماز سے بہتر ہے اور آپکی صحن میں نماز آپکی گھر کے احاطے میں نماز سے بہتر ہے اور آپکی احاطہ میں نماز، قوم کی مسجد میں نماز سے بہتر ہے اور آپکی اپنی قوم کی مسجد میں نماز میری مسجد میں نماز سے بہتر ہے، راوی کہتے ہیں کہ امِ حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کے گھر کے اندرونی اور تاریک حصہ میں (ایک جگہ مختص کر کے) مسجد بنادی گئی، پھر وہ تادمِ وفات اسی جگہ میں نماز پڑھتی رہیں۔'' (مسند الامام احمد : ٦ /٣٧١، وسندہٗ صحیح)

اس حدیث کو امام ابنِ خزیمہ (١٦٨٩) اور امام ابنِ حبان (٢٢١٧) رحمہما اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تبصرہ :

اس حدیث پر امام الائمہ ابنِ خزیمہ رحمہ اللہ کی تبویب ملاحظہ ہو:

باب اختیار صلاۃ المرأۃ فی حجرتها علی صلاتها فی دارها وصلاتها فی مسجد قومها علی صلاتها فی مسجد النبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم وان کانت صلاۃ فی مسجد النّبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم تعدل ألف صلاۃ فی غیرها من المساجد ، والدّلیل علی أنّ قول النّبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم صلاۃ فی مسجدی هذا أفضل من ألف صلاۃ فیما سواہ من المساجد ، أراد به صلاۃ الرّجال دون صلاۃ النّساء .

''عورت کی گھر میں نماز صحن میں نماز سے بہتر ہے اوراس کی اپنی قوم کی مسجد میں نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز سے افضل ہے، اگر چہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے، اس سے مراد مرد ہیں، عورتیں نہیں۔'' (صحیح ابن خزیمة : ۱۷۷)

یہی بات تو ہم کہتے ہیں کہ عورت کی نماز گھر میں افضل ہے، لیکن اگر وہ مسجد میں جا کر ادا کرے تو جائز ہے، اس کو مسجد سے روکنا حرام ہے، ہم نے کب اس کا مسجد میں جانا افضل یا ضروری قرار دیا ہے؟

عورت کے مسجد جانے کی ممانعت اوراس ضمن میں بوڑھی اور جوان عورت کے فرق پر ایک صحیح وصریح دلیل مطلوب ہے۔

دلیل نمبر ۳ :

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال : ما صلّت المرأۃ فی مکان خیر لها من بیتها الّا أن تکون المسجد الحرام أو مسجد النّبی صلّی اللّٰہ علیه وسلّم الّا امرأۃ تخرج فی منقلیها یعنی خفّیها .

''سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، عورت کے لیے نماز کی کوئی بھی جگہ بھی اپنے گھر سے بہتر نہیں، ہاں! اگر مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی ہو اور عورت موزے پہن کر نکلے (تو بہتر ہے)۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی : ۹۴۷۹)

علامہ ہیثمی (مجمع الزوائد: ۲/۳۴) نے اس کے راویوں کے بارے میں رجاله رجال الصّحیح . (اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں) کہا ہے۔

تبصرہ :

۱☆ حماد بن سلمہ آخری عمر میں ''اختلاط'' کا شکار ہو گئے تھے، ان کے شاگرد حجاج بن منہال کا ان سے اختلاط سے پہلے سماع ہمیں نہیں مل سکا۔

۲☆ اس روایت میں سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے عورت کی گھر میں نماز کو بہتر و افضل قرار دیا ہے، جس کے ہم بھی قائل ہیں، مسجد میں عورتوں کے جانے کی ممانعت پر دلیل مطلوب ہے، مزید وضاحت اگلی روایت کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر ٤ :

عن أبی عمرو الشیبانی قال : رأیت ابن مسعود یطرد النّساء من المسجد یوم الجمعة .

''ابو عمرو شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے بھگا رہے تھے۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی : ۹۴۷۹، وسندهٗ صحیح)

تبصرہ :

۱☆ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچی، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مسجد سے روکنے سے منع بھی فرمایا ہو، لیکن اس کے باوجود سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ عورتوں کو بھگاتے ہوں؟ کسی مسلمان کا ایمان ایسا سوچنے کی اجازت نہیں دیتا۔

۲☆ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کی ممانعت نقل کی ہے، ان کا فتویٰ یہی ہے کہ عورتوں کو مسجد سے روکنا خلافِ سنت ہے، جیسا کہ ہم اپنے دلائل میں ثابت کر چکے ہیں، نیز محدثین و ائمہ احناف کے نزدیک مسلمہ اصول **راوی الحدیث أدریٰ بما فیہ** (راویٔ حدیث اپنی روایت کے مفہوم کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے) کے تحت انہی کی بات راجح ہوگی۔

۳☆ کئی مسائل ایسے ہیں جن کی خبر سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچی اور وہ جمہور صحابہ کے خلاف عمل کرتے رہے، کیا ان مسائل میں بھی آپ سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے قول و فعل کو حجت مانتے ہیں، صرف ایک مثال پیشِ خدمت ہے کہ صحیح مسلم (۵۳۴) میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا رکوع میں تطبیق کی (دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر رکھا)، بلکہ ساتھ نماز پڑھنے والے دونوں تابعین کے ہاتھوں پر بھی مارا کہ وہ تطبیق کیوں نہیں کر رہے، نیز انہوں نے دو مقتدی پیچھے کھڑے کرنے کی بجائے اپنی دونوں جانب کھڑا کیا۔

اب ان دونوں مسئلوں میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملِ مبارک ہم تک پہنچ چکا ہے کہ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے ہیں اور تین نمازی ہونے کی صورت میں امام آگے اور دونوں مقتدی پچھلی صف میں کھڑے ہوں گے۔ کیا سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے یہ دونوں تفردات بھی قابلِ عمل ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کے معاملے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور دیگر جمہور صحابہ کرام کے خلاف سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کو حجت بنانا انصاف کیسے ہے؟

۳☆ اس روایت میں بوڑھی اور جوان عورت، نیز دن اور رات کا خودساختہ فرق موجود نہیں ہے۔

دلیل نمبر ٥ :

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال : كان الرّجال والنّساء فی بنی اسرائیل یصلّون جمیعا ، فكانت المرأة اذا كان لها الخلیل تلبس القالبین ، تطول بهما لخلیلها ، فألقی اللّٰہ علیهنّ الحیض ، فكان ابن مسعود یقول : أخّروهنّ حیث أخّرهنّ اللّٰہ .

''سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی اسرائیل کے مرد و عورت اکٹھے نماز پڑھتے تھے، عورت کا جب دوست ہوتا تو وہ لکڑی کا جوتا پہنتی تاکہ لمبی ہو کر اپنے آشنا کو نظر آجائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر حیض ڈال دیا، پھر ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ان کو وہاں سے ہٹا دو جہاں سے اللہ ان کو ہٹا دیا۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی : ۹۵۸۲)

تبصرہ :

۱☆ اس روایت کی سند امام عبدالرزاق، امام سفیان ثوری، امام اعمش اور امام ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

صحیح ابنِ خزیمہ (۱۷۰۰) والی سند بھی امام اعمش کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

۲☆ اگر بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد سے روک دیا گیا تھا تو ہماری شریعت میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دی گئی ہے، جیسا کہ ہم دلائلِ صحیحہ و صریحہ سے ثابت کر آئے ہیں۔

۳☆ سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تو اس روایت میں عورتوں کو مطلق طور پر مسجد آنے سے روک رہے ہیں، پھر بوڑھی عورتوں کی تخصیص اور دن رات کا فرق کہاں سے آ گیا۔

دلیل نمبر ٦ :

عن أمّ سلمة رضی اللّٰه عنها قالت : قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم : صلاة المرأة فی بیتها خیر من صلاتها فی حجرتها وصلاتها فی حجرتها خیر من صلاتها فی دارها وصلاتها فی دارها خیر من صلاتها خارج .

''سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت کی اپنے گھر میں نماز صحن میں نماز سے بہتر ہے، اس کی اپنے صحن میں نماز اپنے احاطہ میں نماز سے بہتر ہے، اس کی اپنے احاطہ میں نماز باہر نماز سے بہتر ہے۔'' (المعجم الاوسط للطبرانی : ۴۸/۹)

تبصرہ :

۱☆ اس کی سند ''ضعیف'' ہے، زید بن المہاجر راوی کے حالات نہیں مل سکے، اس کی صحت کے مدعی پر دلیلِ توثیق لازم ہے۔

۲☆ اس روایت میں عورتوں کو مسجدوں سے روکنا قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔

۳☆ بوڑھی اور جوان عورت کا فرق، نیز دن اور رات کی تفریق کہاں ہے؟

دلیل نمبر ۷ :

عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه قال : انّ المرأة عورة وانّها اذا خرجت من بیتها استشرفها الشّیطان ، فتقول : ما رآنی أحد الا أعجبته ، وأقرب ما تکون الی اللّٰه اذا کانت فی قعر بیتها .

''سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت پردے کا نام ہے، جب یہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے غور سے دیکھتا ہے، وہ کہتی ہے کہ مجھے جو بھی دیکھے گا، اسے پسند آؤں گی، عورت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی کمرے میں ہو۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی : ۲۹۵۸، وسندهٗ صحیح)

تبصرہ :

۱☆ اس روایت میں عورت کو مسجد سے روکنے کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ نماز تک کا ذکر نہیں ہے۔

۲☆ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ عورت کو مسجد سے روکنے سے ممانعت والی حدیث سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچی، پھر ان کی یہ بات دلیل کیسے بن سکتی ہے۔

۳☆ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں بھی تو عورتیں مسجد میں آتی تھیں، اس روایت کے مطابق ان پر کیا حکم لگائیں گے؟

دلیل نمبر ۸ :

عن سلیمان بن أبی حثمة عن أمّه قالت : رأیت النّساء القواعد یصلّین مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم .

''سلیمان بن ابی حثمہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے بوڑھی عورتوں کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے دیکھا۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی : ٣١٧/٢٤)

تبصرہ :

١☆ اس کی سند سخت ''ضعیف'' ہے، ابن ابی لیلیٰ اور عبدالکریم بن ابی المخارق دونوں ''ضعیف'' ہیں۔

٢☆ اس روایت میں عورتوں کو مسجد سے روکنے کا اشارہ تک نہیں، نیز رات کی تخصیص کہاں ہے؟ ظاہر ہے کہ دن کے اجالے میں ہی دیکھا جا سکتا تھا۔

دلیل نمبر ۹ :

عن أبی عمرو الشّیبانی قال : حلف عبد اللّٰہ ، فبالغ فی الیمین : ما من مصلّی لامرأة خیر من بیتها الّا فی حجّ أو عمرة ، الّا فی امرأة قد یئست من البعولة ، فهی فی منقلیها .

''سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے بہت مبالغہ سے قسم اٹھا کر فرمایا، عورت کے لیے گھر سے بہتر کوئی جائے نماز نہیں، ہاں! اگر عورت حج یا عمرہ میں ہو یا عورت بوڑھی ہو کر نکاح سے مایوس ہو چکی ہو اور اس نے موزے پہن رکھے ہوں۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی : ٩٤٨٢)

تبصرہ :

١☆ اس روایت سے بھی عورتوں کو مسجد سے روکنے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

٢☆ اس کی سند میں محمد بن النضر کے حالات نہیں مل سکے، مسند علی بن الجعد (٢٢٩٠) میں اس کی متابعت شریک بن عبداللہ القاضی نے کی ہے، لیکن یہ روایت شریک کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

نیز اس کی صحت کا دعویٰ اس وقت تک قابلِ التفات نہیں ہو سکتا جب تک سعید بن مسروق کا ابو عمرو الشیبانی سے سماع ثابت نہ ہو جائے۔

دلیل نمبر ١٠ :

عن أمّ حكيم بنت أبى حكيم انّها قالت : أدركت القواعد وهنّ يصلّين مع رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم .

''سیدہ ام حکیم بنتِ ابی حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بوڑھی عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے دیکھا۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی : ١٣٠/٢٥)

تبصرہ :

١☆ اس روایت کی سند بھی ابن ابی لیلیٰ اور عبدالکریم بن ابی المخارق کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

٢☆ ان ''ضعیف'' روایات سے بھی رات کی تخصیص ثابت نہیں ہوسکی۔

دلیل نمبر ١١ :

عن أمّ سليم رضى اللّٰه عنها عن رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم أنّه قال : خير مساجد النّساء قعر بيوتهنّ .

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتوں کے لیے نماز کی بہترین جگہ ان کے گھروں کے اندونی کمرے ہیں۔'' (مسند الامام احمد : ٦/ ٢٩٧)

تبصرہ :

١☆ اس کی سند سخت ''ضعیف'' ہے، کیونکہ رشدین بن سعد جمہور کے نزدیک سخت ''ضعیف'' اور سائب مولیٰ ام سلمہ مجہول الحال ہے۔

دوسری سند اس سے بھی بدتر ہے، کیونکہ:

١☆ اس میں ابنِ لہیعہ ''ضعیف و مختلط'' ہے۔٢☆ حسن کا ان سے اختلاط سے پہلے سننا ثابت نہیں۔٣☆ سائب مذکور ''مجہول الحال'' ہے۔

الحاصل :

ثابت ہوا کہ عورتوں کو مسجد جانے سے روکنا درست نہیں اور اس پر کوئی شرعی دلیل دلالت نہیں کرتی۔

اب عورتوں کو مسجدوں سے روکنے والے ہی بتائیں کہ ان کا عمل حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟؟؟

☆☆............☆☆............☆☆